سلسلہ اصلاحی بیانات ۲۵

موت کے وقت کی بدعات

- نمازِ جنازہ کے بعد کی دعا
- قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا
- میت کے گھر میں کھانے کی دعوت
- قبر میں عرق گلاب، عرق کیوڑہ چھڑکنا
- قبر پر اگربتی جلانا
- قبر پر اذان دینا
- قبر کو پختہ بنانا
- قبر میں عہد نامہ رکھنا

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

میمن اسلامک پبلشرز

خطاب ⬅ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم

ضبط و ترتیب ⬅ مولانا محمد عبداللہ میمن صاحب

تاریخ ⬅

مقام ⬅ جامع مسجد بیت المکرم، گلشن اقبال، کراچی

ناشر ⬅ میمن اسلامک پبلشرز

باہتمام ⬅ ولی اللہ میمن

قیمت ⬅ /- روپے

کمپوزنگ ⬅ فاروق اعظم کمپوزرز

ملنے کے پتے

- میمن اسلامک پبلشرز، ۱۸۸/۱۔ لیاقت آباد، کراچی ۱۹
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انار کلی، لاہور ۲
- مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴
- ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی ۱۴
- کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
- مولانا اقبال نعمانی صاحب، آفیسر کالونی گارڈن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موت کے وقت کی بدعات اور رسمیں

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادي له، وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا محمداً عبده ورسوله، صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارك وسلم تسليمًا كثيرًا

أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمٰن الرحيم: ﴿وَمَا آتٰـكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ومَا نَهَاكُم عَنهُ فَانتَهُوْا﴾ صدق الله العظيم (سورة الحشر: ٧)

میرے قابل احترام بزرگو! قرآن کریم اور احادیث طیبہ اس تاکید سے بھری ہوئی ہیں کہ مسلمانوں پر رحمتِ کائنات جناب رسول اللہ ﷺ کی تابعداری اور فرمانبرداری واجب ہے اور اسی میں

مسلمانوں کی کامیابی ہے۔ لہٰذا خوشی کا موقع ہو یا غمی کا موقع ہو، ہر حالت میں ہر مسلمان مرد و عورت اس بات کا پابند ہے کہ وہ یہ علم حاصل کرے کہ اس موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ کی کیا تعلیم اور ہدایت ہے، پھر جو کام کرنے کا آپ نے حکم دیا ہو اسکو بجا لائے اور جس کام سے روکا ہو اس سے رک جائے۔

اس اصولی ہدایت کی روشنی میں یہ عرض ہے کہ جب ہمارے یہاں کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس موقع پر ہم بہت سے کام ایسے کرتے ہیں جو شریعت اور سنت سے ثابت نہیں ہیں، ان کاموں سے بچنا ضروری ہے، جو اور امور سرکار دو عالم ﷺ سے ثابت ہیں، ان امور کو بجالانا ضروری ہے، ہمارے ایمان کا اور ہمارے دین و شریعت کا یہی مطالبہ ہے۔

موت کے وقت "کلمہ شہادت" کی تلقین

جب کسی شخص کے انتقال کا وقت قریب ہو جائے اور آثار سے یہ اندازہ ہو کہ اب اس کا آخری وقت ہے تو اس وقت اسکے پاس بیٹھنے والے کلمہ شہادت پڑھیں یا خالی کلمہ پڑھیں، درمیانی آواز سے اس طرح پڑھیں کہ وہ شخص سنتا رہے، لیکن کوئی شخص اس سے یہ نہ کہے کہ آپ کا آخری وقت ہے، آپ کلمہ پڑھ لیں۔ یہ طریقہ صحیح نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ تکلیف کی وجہ سے انکار ہی نہ کر دے کہ میں

نہیں پڑھتا، اس طرح معاملہ خراب ہو جائیگا۔ اس لئے اس سے کلمہ پڑھنے کو ہر گز نہ کہا جائے کہ تم کلمہ پڑھ لو، بلکہ تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اسکے پاس آہستہ آواز سے کلمہ پڑھتے رہو۔

جب وہ ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو بس اب خاموش ہو جاؤ، تلقین ہو گئی، اور اب اس سے کوئی دنیا کی بات نہ کرو، اور یہ دعا کرو کہ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو اب یہی اس کا آخری کلام ہو جائے تا کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہو جائے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا آخری کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہو گا وہ جنت میں جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے، آمین۔

ہاں اگر وہ پھر دنیا کی کوئی بات کرے تو پھر دوبارہ اسکو تلقین کرو اور اسکے سامنے کلمہ شہادت پڑھو، جب وہ کلمہ پڑھ لے تو پھر خاموش ہو جاؤ۔

انتقال کے بعد فوری کرنے کا کام

پھر جب اسکی روح نکل جائے تو روح نکلتے ہی فوراً اسکی آنکھیں بند کر دی جائیں اور اس کا منہ بند کر دیا جائے، اور کپڑے کی ایک پٹی اسکے جبڑوں کے نیچے سے لے کر سر تک باندھ دی جائے تا کہ اس کا منہ کھلا نہ رہ جائے اور اسکے پیروں کو سیدھا اور قریب کر کے دونوں پیروں کے انگوٹھوں کو ایک پٹی سے باندھ دیا جائے تا کہ پیر پھیل نہ جائیں۔ اگر آسانی سے ممکن ہو تو میت کو قبلہ رُخ کر دیا جائے۔

تجہیز و تکفین میں تاخیر نہ کریں

اسکے بعد میت کے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کو اور اسکے پڑوسیوں کو اس کے مرنے کی اطلاع کردی جائے۔ اسکے بعد جتنی جلدی ہو سکے میت کو غسل دینے کا انتظام کریں، پھر جلدی سے اسکو کفن پہنائیں اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردیں۔ اگر جمعہ کے دن صبح کسی کا انتقال ہو گیا اور جمعہ کی نماز سے پہلے اسکو دفنا کر واپس آسکتے ہیں تو پھر جمعہ کی نماز تک اس انتظار میں روکے رکھنا کہ جمعہ کی نماز میں بہت بڑا اجتماع ہوگا اور بہت سارے مسلمان اسکی نماز جنازہ پڑھیں گے، اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد اسکو دفن کرینگے۔ اس انتظار میں اس کو روکنا جائز نہیں، کیونکہ جمعہ کی نماز کے بڑے اجتماع میں نماز جنازہ پڑھوانا نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے، یہ تو ہماری اپنی خواہش ہے، ورنہ نماز جنازہ صحیح ہونے کیلئے تین آدمی بھی کافی ہیں، اسکے ذریعہ فرض ادا ہو جائیگا۔ لیکن نماز جنازہ میں زیادہ افراد کی شمولیت کی خاطر نماز جنازہ کو اور میت کی تدفین کو مؤخر کرنا جائز نہیں۔

کسی کے انتظار میں میت کو روکنا

اب ہمارے معاشرے میں ہوتا یہ ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اسکے رشتہ دار جو دوسرے شہروں میں ہوتے ہیں، پہلے ان کو اطلاع دی جاتی ہے، مثلاً کوئی رشتہ دار لاہور میں ہے، کوئی کوئٹہ میں

ہے، کوئی ملتان میں ہے، کوئی اسلام آباد میں ہے، کوئی حیدر آباد میں ہے، کوئی سعودی عرب میں ہے، کوئی امریکہ میں ہے۔ تو ہوتا یہ ہے کہ انتقال کے فوراً بعد فون کے ذریعہ اطلاع تو کر دی جاتی ہے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا، لیکن اب اطلاع کے بعد ان رشتہ داروں کے آنے کے انتظار میں میت کو دفن ہونے سے روک رکھا ہے، ذرا فلاں جگہ سے بیٹا آجائے اور وہ باپ کی شکل دیکھ لے، پھر دفن کریں گے۔ کہیں میت کی ماں کا انتظار ہو رہا ہے، کہیں باپ کا انتظار ہو رہا ہے، کبھی بھائی کا انتظار ہو رہا ہے، کبھی بیوی کا انتظار ہو رہا ہے، کبھی شوہر کا انتظار ہو رہا ہے، تاکہ یہ رشتہ دار آکر آخری مرتبہ شکل دیکھ لیں۔ چنانچہ شکل دکھانے کے لئے کبھی چھ گھنٹے کا انتظار، کبھی دس گھنٹے، کبھی پندرہ گھنٹے انتظار ہو رہا ہے، اور اس دوران میت کو برف کی سلیوں میں رکھا جا رہا ہے تاکہ وہ رشتہ دار آکر آخری مرتبہ چہرہ دیکھ لیں، اب سارے عزیز و اقارب اسی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اس طرح میت کو انتظار میں رکھنا بڑا سخت گناہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

یہ گناہ اتنا عام ہے کہ شاید ہی کوئی گھر اس گناہ سے خالی ہو، حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ میت کو جتنا جلدی ہو سکے اسکو اسکی جگہ پر پہنچاؤ، کیونکہ اگر یہ میت نیک ہے تو پھر اسکو

اسکے اصلی گھر جانے سے کیوں روک رہے ہو؟ جلدی سے اسکو اسکے اصلی گھر میں پہنچاؤ، تاکہ یہ آرام و راحت اور چین و سکون حاصل کرے۔ اور اگر یہ بد ہے تو پھر اس بد کو جلدی سے اپنے کندھے سے اتارو، اس سے چھٹکارا حاصل کرو، کب تک اسکو اپنے گھر میں لیٹائے رکھو گے۔

لہٰذا حضور اقدس ﷺ اس کی تاکید فرمارہے ہیں کہ میت کے کفن دفن اور جنازہ میں جلدی کرو، لیکن ہم عزیز واقارب کے آنے کے انتظار میں بلاوجہ تاخیر کررہے ہیں، یہ بہت بڑا گناہ ہے اسکو یاد رکھیں اور اس سے بچنے کی کوشش کریں اور میت کو جلد از جلد کفن دیکر نماز جنازہ پڑھ کر دفنانے کی فکر کریں۔

کھانے کا انتظام

ایک گناہ یہ ہوتا ہے کہ جب کسی گھر میں کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو گھر والے اور میت کے پسماندگان تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے آنے والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں، اس دعوت اور کھانے کا انتظام کرنا ایسا گناہ ہے جس میں بہت سے گناہ شامل ہیں، لہٰذا اس کھانے کے گناہ کو چھوڑنا واجب ہے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنا واجب ہے، اور اس گناہ سے بچنا ہر مسلمان کے اختیار میں ہے۔

وہ اختیار اس طرح ہے کہ آنے والوں کے لئے کھانے کا بالکل

انتظام نہ کیا جائے، اور میت کے گھر والے اس کا بالکل خیال نہ کریں کہ قبرستان سے جب لوگ میت کو دفنا کر واپس آئیں گے تو یہ کہاں سے کھائیں گے اور کیا کھائیں گے؟ اور نہ کھلانے کے نتیجے میں وہ لوگ چاہیں دس باتیں سنا کر جائیں یا دس طعنے دیکر جائیں، لیکن پھر بھی یہ نہ سوچیں کہ جو لوگ ملنے کے لئے اور تعزیت اور تسلی دینے کے لئے آئیں گے وہ کہاں سے کھائیں گے اور کیسے کھائیں گے؟ اور آپ ان کی باتیں سننے کے لئے اور ان کے طعنے سننے کے لئے تیار رہیں۔ اس طرح جب مرنے والے کے پسماندگان اپنا دل مضبوط کر کے اور ہمت کر کے یہ کام نہ کریں گے تو یہ گناہ ختم ہو جائیگا۔

میت کے گھر والوں کے لئے کھانا لے جائیں

بلکہ پسماندگان کی اس ہمت کے نتیجے میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح طریقہ جاری فرمادیں اور تعزیت کے لئے آنے والوں کے دل میں یہ خیال آجائے کہ جب انہوں نے کچھ کھانا وغیرہ نہیں پکایا تو چلو ہم ہی ان کے لئے پکا کر لے چلیں اور ان پسماندگان کو کھانا کھلائیں۔ تو صحیح طریقہ یہی ہے کہ جو تعزیت کرنے والے ہیں وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کریں اور کھانا پکا کر میت کے گھر پہنچائیں۔ اور پھر اس ذمہ داری کو دو یا تین افراد مل کر پورا کرلیں تاکہ ایک ہی قسم کا کھانا میت کے گھر پہنچ جائے، اور یہ سوچ کر کھانا تیار کرائیں کہ یہ کھانا ہم اپنے لئے نہیں

پکوا رہے ہیں بلکہ میت کے پسماندگان کو کھلانے کے لئے پکوا رہے ہیں۔ اور یہ کھانا پر تکلف اور لمبا چوڑا نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہ کھانا بس اتنا ہونا چاہئے جو میت کے پسماندگان اور ان کے یہاں آئے ہوئے مہمانوں کے لئے کافی ہو جائے۔ یہ کھانا صرف پہلے دن کے لئے پکا کر بھیجا جائے، دوسرے دن اور تیسرے دن پکا کر بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ بس پہلے دن دوپہر کو کھلادیں، اور شام کا کھانا کھلادیں بس اب آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی، اس کے بعد ان کو کھلانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں، اب دوسرے دن وہ خود پکا کر کھائیں۔

کتنے روز تک سوگ منایا جائے؟

یہ جو مشہور ہے کہ تین روز تک سوگ منایا جائے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مرنے والوں کے گھر والوں نے اپنے ذمہ تین دن تک غم منانے اور سوگ منانے کو جو ضروری قرار دے رکھا ہے، یہ بالکل بے اصل ہے، بلکہ یہ دراصل دوسرے لوگوں کے لئے ہے یعنی جو لوگ میت کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکے اور ان کو مرنے کی اطلاع تاخیر سے ملی تو وہ بعد میں بھی جا کر تعزیت کر سکتے ہیں۔

لہٰذا تین دن کی تحدید تعزیت کرنے والوں کے لئے ہے، گھر والے اور پسماندگان کے لئے نہیں ہے کہ وہ تین دن تک ضرور غم منائیں، بلکہ صرف ایک دن غم منالیں کہ اگر پہلے دن غم کی وجہ سے

دکان پر نہیں جا سکتے نہ جائیں، یہ جانا ضروری نہیں۔ لیکن دوسرے دن دکاندار اپنی دکان پر جاکر بیٹھیں، کارخانہ دار اپنے کارخانے کو جاکر دیکھیں، زمیندار اپنی زمین کو جاکر دیکھیں، ملازم پیشہ اپنی ملازمت پر جائیں۔

زیادہ دیر بیٹھنا

آج کل تعزیت کرنے والوں نے یہ جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب کسی مرنے والے کے گھر میں تعزیت کے لئے جاتے ہیں تو وہاں گھنٹوں بیٹھتے ہیں، یہ طریقہ بالکل غلط ہے، بلکہ جس طرح عیادت کے لئے بیمار کے پاس مختصر بیٹھنے کا حکم ہے، اسی طرح تعزیت کے لئے میت کے گھر میں مختصر بیٹھنے کا حکم ہے، اس لئے کہ تعزیت کا اصل مقصد ان کو تسلی دینا ہے، دو چار جملے آپ ان کے لئے تسلی کے کہدیں، بس اخلاص کے ساتھ کہے ہوئے دو چار جملے اس کے دل کو بڑھادیں گے اور اس کے غم کو ہلکا کردیں گے۔ وہاں جاکر ایک دو گھنٹے بیٹھنا کوئی ضروری نہیں ہے، اس سے جانے والے کا بھی حرج ہوتا ہے اور جس کے پاس گئے ہیں۔ اس کا بھی حرج ہوتا ہے، یہ گھنٹوں بیٹھنے کی رسم نے تین دن تک آنے والوں سے گھر بھر دیا ہے۔ اسی رسم نے میت کے پسماندگان کو تین دن تک دکان جانے سے روک رکھا ہے۔ لہٰذا زیادہ دیر بیٹھنے سے پرہیز کریں۔

دعوت ناجائز ہونے کی وجوہات

بہر حال، میت کے پسماندگان کی طرف سے آنے والوں کی دعوت کرنا ناجائز ہے، اور اس کے ناجائز ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس کے گھر میں میت ہوئی ہے، اس کے پڑوسی کھانا پکا کر میت کے گھر میں پہنچائیں۔ شریعت کا اصل حکم یہ ہے، لیکن اس رسم دعوت کے نتیجے میں شریعت کے اس حکم کے بالکل خلاف ہو رہا ہے کہ مرنے والے کے پسماندگان ہی کھانے کا انتظام کر رہے ہیں اور اہل محلہ کو اور رشتہ داروں کو کھلا رہے ہیں، جس سے شریعت کے حکم کی صریح مخالفت ہو رہی ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ شریعت میں دعوت خوشی کے موقع پر جائز ہے، غمی کے موقع پر جائز نہیں۔ اور یہ غم کا موقع ہے، خوشی کا موقع نہیں، اس لئے یہ دعوت جائز نہیں۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ دعوت کرنا ھندوانہ طریقہ ہے، مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے، اور غیر مسلموں کا طریقہ مسلمانوں کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ جیسے کرسمس منانا، سالگرہ کرنا، انگریزوں کا طریقہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو یہ منانا اور اختیار کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح یہ میت والوں کی طرف سے دعوت ھندوؤں کی تہذیب کا ایک

حصّہ ہے، لہٰذا جس طرح کرسمس اور برسی منانا جائز نہیں، اسی طرح یہ دعوت کرنا بھی جائز نہیں۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ میت کے پسماندگان میں. بعض مرتبہ یتیم بچے بھی ہوتے ہیں، عورتیں بھی ہوتی ہیں، یا کچھ بالغ مرد ایسے ہوتے ہیں جو اس وقت وہاں موجود نہیں ہوتے، مثلاً دوسرے ملک سفر پر ہوتے ہیں اور ان کی اجازت کا علم نہیں ہوتا، اور نابالغ اور یتیم بچے کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور عورتوں سے اس بارے میں کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے، حالانکہ وہ بھی میراث کے اندر حصّہ دار ہیں، لیکن ان کو حقدار سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا آنے والوں کی دعوت کے لئے نابالغ کا مال خرچ کرنا یا عورتوں کا مال اور غائب وارثین کا مال ان کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن کریم کا صاف ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۰)

یعنی جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح سے یتیموں کا مال جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس وجہ سے بھی یہ دعوت ناجائز ہے۔

(۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ جب آدمی سنّت سے اور شریعت کے

صحیح طریقے سے ہٹتا ہے تو پھر دور ہی ہٹتا چلا جاتا ہے، چنانچہ اس دعوت کے اندر نام و نمود بھی شامل ہے، دکھاوا اور نمائش بھی ہے، چنانچہ آج لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے ابّا جان کے انتقال کی دعوت پر فلاں فلاں چیزیں کھلائی گئی تھیں۔ اور اب تو خوب بڑھیا سے بڑھیا کھانے پکائے جاتے ہیں تاکہ خاندان اور برادری میں نام ہو کہ فلاں نے تو بڑی شاندار دعوت کی تھی۔ یہ سب دکھاوا اور نمائش ہے، اور نام و نمود اور دکھاوا سب حرام اور ناجائز ہے۔ اس وجہ سے بھی یہ ناجائز ہے۔

ان پانچ وجوہات کی بناء پر یہ دعوت ناجائز ہے۔

دعوت کی تمام صورتیں ناجائز ہیں

پھر یہ دعوت ہر صورت میں ناجائز ہے، چاہے لوگوں کے قبرستان سے واپس آنے کے وقت ہو، یا تیسرے دن ہو، یا چالیسویں دن یہ دعوت ہو، لہٰذا چالیس دن گزرنے کے بعد میت کے گھر والے جس دعوت کا انتظام کرتے ہیں وہ بھی ان مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے۔ اور ناجائز ہونے میں یہ سب دعوتیں برابر ہیں۔ اس لئے آئندہ اس قسم کی دعوتوں سے بچنے کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔

تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

ایک اور بدعت تعزیت کے وقت کی جاتی ہے، وہ یہ کہ جو شخص

تعزیت کے لئے میت کے گھر آتا ہے، وہ بس آکر بیٹھتے ہی لفظ "فاتحہ" کہہ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتا ہے، اور پھر طوطے کی طرح الٹے سیدھے کلمات پڑھے اور ہاتھ منہ پر پھیر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میت کے پسماندگان بچارے صبح سے لے کر شام تک ہر آنے والے کے ساتھ سینکڑوں مرتبہ ہاتھ اٹھاتے ہیں اور گراتے ہیں، اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہی تعزیت کرنے کا طریقہ ہے، اور تین دن تک یہی طریقہ جاری رہتا ہے۔ یاد رکھئے! اس کا شرعی تعزیت سے کوئی تعلق نہیں، یہ خالص بدعت ہے جو آج ہمارے معاشرے کے اندر اختیار کرلی گئی ہے۔

یہ بدعت سرحد کے علاقے میں جاری ہے، وہیں سے ہمارے اندر آگئی ہے، چونکہ ہمارا وہاں جانا رہتا ہے اور وہ لوگ ہمارے یہاں آتے رہتے ہیں، ان کے ساتھ کاروباری تعلقات ہیں، ان کے دیکھا دیکھی ہمارے یہاں بھی یہ رسم آگئی ہے، اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ناجائز ہے، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔

صحیح طریقہ

اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی شخص تعزیت کے لئے میت کے گھر جائے، وہ ہاتھ اٹھائے بغیر یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی

مغفرت اور بخشش فرمائے، اس کے درجات بلند فرمائے، اور آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور بھائی صبر کریں، صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے، اور صبر کرنے میں اجر و ثواب ہے، بے صبری سے کچھ حاصل نہیں۔ بس یہ دو چار تسلی اور دعا کے جملے کہہ دو، یہ کافی ہیں۔ اس کے بعد اٹھ کر چلے آؤ۔ زیادہ دیر بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ اور جب ایک مرتبہ تعزیت کرلی تو بار بار تعزیت کے لئے جانے کی ضرورت نہیں۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ جو قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں، وہ صبح شام میت کے گھر کا چکر لگاتے ہیں۔ صبح تسلی دے کر آگئے، شام کو پھر تسلی دینے پہنچ گئے، حالانکہ تعزیت کا حکم صرف ایک مرتبہ ہے، جب پہلے دن تعزیت کرلی تو بس تعزیت ہو گئی۔ بہر حال، تعزیت کے لئے جانے کے بعد وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شریعت سے اور سنت سے ثابت نہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا

تیسری بات یہ ہے کہ لوگ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دو کام کرتے ہیں، ایک یہ کہ اجتماعی دعا کرتے ہیں، حالانکہ یہ اجتماعی دعا بدعت اور ناجائز ہے، اس لئے کہ نماز جنازہ خود میت کے لئے دعا ہے، جب شریعت کے مطابق ایک مرتبہ دعا ہو گئی تو پھر دوسری مرتبہ یہ دعا آپ نے اپنی طرف سے کیوں ایجاد کرلی؟ کیونکہ نماز جنازہ میں

تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا ہی کی جاتی ہے کہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ یعنی اے اللہ! ہمارے زندوں کی مغفرت فرما، ہمارے مُردوں کی مغفرت فرما، ہمارے حاضرین کی مغفرت فرما، ہمارے غائبین کی مغفرت فرما، ہمارے چھوٹوں کی مغفرت فرما، ہمارے بڑوں کی مغفرت فرما، ہمارے مَردوں کی مغفرت فرما اور ہماری عورتوں کی مغفرت فرما۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ" اے اللہ! ہم میں سے جس کو آپ زندہ رکھیں اس کو اسلام پر زندہ رکھئے، اور جب کسی کو وفات دیں تو اس کو ایمان پر وفات دیں۔ جب یہ دعا کرلی تو اب اس کے بعد سلام پھیر دو۔ لیکن چونکہ دعا کا ادب یہ ہے کہ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے، اور اس کے بعد حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا جائے، اس کے بعد دعا کی جائے۔ اس لئے نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے۔ اور دوسری تکبیر کے بعد حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے۔ جب شریعت کے مطابق دعا ہو گئی تو اب نماز جنازہ کے بعد دوبارہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا کیا مقصد ہے؟ گویا کہ شریعت نے جو دعا کا طریقہ بتایا ہے اس کے ذریعہ دعا کی تکمیل نہیں ہوئی، اب ہم نماز کے بعد اس کی تکمیل کر رہے ہیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون ارے ہم شریعت میں اضافہ کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ یہ شریعت

کے اندر اضافہ ہو گیا۔ اس بدعت کو چھوڑنا چاہئے۔

جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جنازہ کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے کاندھے پر رکھ کر دس قدم چلے۔ پھر پچھلا داہنا پایا اٹھا کر دس قدم چلے۔ پھر جنازہ کا اگلا بایاں پایا اپنے بائیں کندھے پر اٹھا کر دس قدم چلے۔ پھر پچھلا بایاں پایا اٹھا کر دس قدم چلے۔ اس طرح ہر شخص چالیس قدم تک اس کو لے کر چلے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ ابھی ایک شخص اٹھا کر دو قدم ہی چلا تھا کہ دوسرے شخص نے جلدی سے آکر اس سے چھین لیا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ آرام آرام سے لے کر چلیں اور دس قدم تک چلنے کا دوسرے کو موقع دیں، جب دس قدم پورے ہو جائیں پھر دوسرا آدمی آگے بڑھ کر اس سے لے لے، اس سے پہلے نہ لے۔

جنازہ لے جاتے وقت متوسّط چال چلیں

نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جب میت کو قبرستان لیجاتے ہیں تو اس وقت ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ میت کو اتنی تیزی سے چلتے ہوئے لیجاتے ہیں کہ متوسط درجے کا صحت مند آدمی بھی کاندھا دیتے ہوئے ڈرتا ہے، بڑے بوڑھے اور کمزور آدمی کو کاندھا دینا ناممکن ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس دوڑنے میں کہیں میں خود ہی نہ گر جاؤں۔ یہ طریقہ غلط ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو بہت تیز

رفتاری کے ساتھ لیجانا چاہیے اور نہ ہی بہت سست رفتاری سے لیجانا چاہیے، بلکہ میانہ روی سے درمیانی رفتار سے لیکر جانا چاہیے۔

جنازہ لیجاتے وقت "کلمہ شہادت" کا نعرہ

دوسری بات یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد جب جنازہ کو اٹھایا جاتا ہے تو مسجد سے لیکر قبرستان پہنچنے تک ایک نعرہ لگایا جاتا ہے "کلمہ شہادت" یہ نعرہ بھی ہم نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے، شریعت نے یہ نعرہ ہمیں نہیں بتایا، بلکہ جس طرح سیاسی جماعتیں اپنا اپنا نعرہ لگاتی ہیں، اسی طرح ہم نے یہ مذہبی نعرہ ایجاد کر لیا، حالانکہ ایسا کوئی کلمہ پکارنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ خالص بدعت ہے جو ہمارے معاشرے میں رائج ہو چکی ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے۔

میت کو قبر میں لٹانے کا طریقہ

ایک اہم بات یہ ہے کہ نوے فیصد مسلمانوں کو میت کو قبر میں لٹانے کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے غلط طریقے سے میت کو قبر میں لٹا دیتے ہیں۔ وہ غلط طریقہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں سیدھا بالکل چت لٹا دیتے ہیں اور صرف اس کا چہرہ قبلے کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ یہ سنت کے خلاف ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ میت کو پوری

طرح دائیں کروٹ پر لٹانا چاہئے اور اس کے پورے جسم کا رخ قبلے کی طرف کرنا چاہئے، ہم صرف چہرہ قبلے کی طرف کر دیتے ہیں اور سارا جسم آسمان کی طرف رہتا ہے۔ جیسے انسان زندگی میں جب سنت کے مطابق لیٹتا ہے تو پوری طرح داہنی طرف کروٹ لے کر لیٹتا ہے، اسی طرح میت کو قبر میں پوری داہنی کروٹ دینی چاہئے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ میت کی پوری کمر مشرقی دیوار سے لگا دیں، اس کے نتیجے میں اس کا چہرہ اس کا پیٹ اس کا سینہ سب قبلے کی طرف ہو جائیں گے۔ لیکن آج کل ایسا کوئی نہیں کرتا، بلکہ اگر کوئی کرتا بھی ہے تو دوسرے لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ صاحب! ہم نے تو یہ طریقہ کہیں دیکھا ہی نہیں ہے۔ ارے بھائی تمہارا نہ دیکھنا کوئی حجت اور دلیل تو نہیں ہے، حالانکہ ان کو تو یہ کہنا چاہئے کہ اب تک ہم نے غلط طریقے سے دفناتے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہے اور آج صحیح طریقے سے دیکھا ہے۔ بہر حال، سنت طریقہ یہ ہے کہ مرنے والا چاہے بوڑھا ہو، یا بچہ ہو، یا جوان ہو، مرد ہو یا عورت ہو، اس کر قبر میں داہنی کروٹ پر لٹانا چاہئے، صرف منہ کو قبلہ رخ کر دینا کافی نہیں ہے۔

کفن کی پٹیاں کھولنا

اس کے بعد کفن جن پٹیوں سے باندھا تھا، ان کی گرہیں کھول دیں۔ اور پھر پٹیوں کو باہر نکال دیں۔ وہ پٹیاں قبر کے اندر نہ چھوڑیں،

کیونکہ وہ پٹیاں کفن کا حصہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ پٹیاں اس لئے باندھی تھیں تاکہ کفن درمیان میں نہ کھل جائے، اور اب ان پٹیوں کی ضرورت نہیں رہی، اس لئے وہ تین پٹیاں جو پیر کی طرف اور سر کی طرف اور درمیان میں باندھی تھیں، ان کو نکال دیں۔

قبر کو کوہان نما بنانا

قبر تیار کرتے وقت جو کام شریعت کے اور سنت کے خلاف کئے جاتے ہیں، ان میں سے ایک کام یہ ہے کہ قبر پر مٹی اتنی مقدار میں ڈالی جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں وہ قبر بہت اونچی ہو جاتی ہے، اور پھر وہ دیکھنے سے چھوٹا سا ٹیلہ معلوم ہوتا ہے، حالانکہ سنت یہ ہے کہ قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اونچا بنانا چاہیئے، اور اس کی مقدار علماء اور بزرگوں نے یہ بتائی ہے کہ قبر زمین سے ایک بالشت یا سوا بالشت اونچی ہونی چاہیئے، اس سے زیادہ اونچی نہیں ہونی چاہیئے، لیکن آج کل بعض علاقوں میں دو بالشت تین بالشت چار بالشت اونچی قبریں بنادیتے ہیں۔

ایک حدیث شریف ہے، جس کا مفہوم یہ ہے:

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کسی قبرستان میں میت کو دفنانے میں مصروف تھے۔ وہاں آپ نے اعلان فرمایا کہ کیا تم میں کوئی شخص ہے جو مدینہ منورہ جاکر تین کام کر آئے (۱) ایک یہ کہ مدینہ منورہ

میں جتنے بُت ہیں، ان سب کو پاش پاش کر دے۔ (۲) دوسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں جتنی قبریں زیادہ اونچی اونچی ہیں، ان کو درست کر کے آجائے۔ (۳) تیسرے یہ کہ مدینہ طیبہ میں جتنی تصویریں ہیں، ان کو مٹا کر آجائے۔ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں یہ تینوں کام ابھی کر کے آتا ہوں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ابھی حضور اقدس ﷺ قبرستان ہی میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تینوں کام کر کے واپس آگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے مدینہ منورہ میں کوئی قبر ایسی نہیں چھوڑی جس کو درست نہ کر دیا ہو، اور کوئی بُت ایسا نہیں چھوڑا جسے پاش پاش نہ کر دیا ہو، اور کوئی تصویر ایسی نہیں چھوڑی جسے نہ بگاڑ دیا ہو۔ آپ ﷺ ان کے اس کام سے خوش ہوئے اور پھر ارشاد فرمایا:

آج کے بعد اگر کسی شخص نے ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام کیا تو سمجھ لو کہ جو دین میں لیکر آیا ہوں اس نے اس کا انکار کیا۔

اشارہ اس طرف فرمادیا کہ میرے آنے کا مقصد ہی ان تین چیزوں کو مٹانا اور ختم کرنا ہے، لہٰذا ان کاموں کو کرنے والا میرے دین کا انکار کرنے والا ہے۔

قبر کو پختہ بنانا

آج ہماری قبروں کا یہ حال ہے کہ اگر قبر کچی ہے تو وہ بہت اونچی

ہے، یا پھر وہ سنگ مرمر کی پختہ قبر بنی ہوئی ہے۔ آج آپ قبرستان جائیں گے تو پچانوے فیصد آپ کو پختہ قبریں نظر آئیں گی۔ حالانکہ اسطرح پختہ قبریں بنانا جناب رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور سنت کے خلاف ہے، آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یاد رکھئے! سنت طریقے پر چلنے میں کامیابی اور فلاح ہو گی، اور خلاف سنت طریقے پر چلنے کی صورت میں عذاب اور وبال ہو گا۔

یہ سنت مٹ چکی ہے

قبر کو کچی بنانے کی سنت آج مٹ چکی ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص ایسی سنت کو زندہ کرے جو مٹ چکی ہو، اس کو سو شہیدوں کا اجر وثواب دیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اپنے مرحوم عزیز واقارب کی قبروں کو ٹھیک کرنے کا اختیار ہے، لہٰذا اپنے مرحومین کی قبریں جاکر دیکھیں، وہ اگر ہم نے غلط طریقے پر بنوادی ہیں یا کسی اور نے بنوادی ہیں تو ہم اب جاکر اس کو صحیح تو کرواسکتے ہیں۔ لہٰذا آج ہی یہ نیت کرلیں کہ ہم اپنے مرحومین کی قبروں کو سنت کے مطابق بنوائیں گے۔

اور ہم اپنی اولاد کو یہ وصیت کرجائیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری قبروں کو سنت کے مطابق بنایا جائے۔ اپنی اولاد کو اور پسماندگان کو صحیح طریقہ بتاکر سمجھادیں، اور ان کے سامنے اپنے مرحومین کی

قبروں کو ٹھیک کریں تاکہ صحیح طریقہ ان کو اچھی طرح معلوم ہو جائے۔

قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا

جب مرنے والے کی قبر تیار ہو جاتی ہے تو اس کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی جاتی ہے، چنانچہ آپ قبرستان جا کر دیکھیں گے تو ہزاروں پھول کی پتیاں قبروں پر سوکھی پڑی نظر آئیں گی، جن پر ہزاروں روپے خرچ ہو چکے ہونگے۔ یاد رکھئے! پھولوں کی چادر قبروں پر چڑھانا خلاف شرع اور ناجائز ہے، اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ معلوم نہیں یہ غلط طریقہ کہاں سے مسلمانوں کے اندر رائج ہو گیا ہے۔ لہٰذا آئندہ جب کسی کا انتقال ہو تو اس کی قبر پر پھولوں کی چادر ہرگز نہ چڑھائیں، اس میں پیسوں کا ضیاع بھی ہے۔

پھولوں کی یہ چادر جس طرح میت کو دفنانے کے بعد چڑھائی جاتی ہے، اسی طرح خاص خاص راتوں میں بھی چڑھائی جاتی ہے۔ مثلاً شب برأت میں لوگ جب مرحومین کی قبر پر جاتے ہیں تو اس وقت بھی پھولوں کی چادر چڑھا دیتے ہیں۔ یا گھر میں کوئی خوشی کا موقع آیا تو اس وقت بھی والد صاحب کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کا خیال آجاتا ہے، اسی طرح عید اور بقر عید کے موقع پر پھولوں کی چادر چڑھا دیتے ہیں، حالانکہ مرنے کے بعد چادر چڑھانا یا کسی خوشی کے موقع پر چادر

چڑھانا، دونوں صورتوں میں منع اور ناجائز ہے اور اس کے اندر اسراف کا گناہ بھی ہے۔ اس لئے اس عمل سے بھی مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

قبر پر کپڑے کی چادر چڑھانا

جب پھولوں کی چادر چڑھانا جائز نہیں تو کپڑے کی چادر چڑھانا اس سے بھی زیادہ ناجائز ہو گی، اس لئے کہ حدیث شریف میں اس کی صاف صاف ممانعت موجود ہے، وہ یہ کہ "قبروں کو کپڑے مت پہناؤ" یہ چادر چڑھانا اس کو کپڑے پہنانا اور اس کو کپڑے میں چھپانا ہے، لہٰذا چاہے کسی بھی کپڑے کی چادر ہو، یہ سب ناجائز ہے۔ اسلئے اس سے بچنا چاہیے۔

قبر میں عرق گلاب اور عرق کیوڑہ چھڑکنا

ایک اور غلط کام قبر پر ہوتا ہے، وہ یہ کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب جنازہ جاتا ہے تو عرق گلاب اور عرق کیوڑہ کی بوتلیں اور اگر بتیوں کا پیکٹ بھی اس کے ساتھ جاتا ہے، بلکہ جب کفن خریدنے جاتے ہیں تو یہ سامان بھی ساتھ میں لاتے ہیں اور کفن بیچنے والے بھی یہ سامان اپنی دکان پر رکھتے ہیں اور جب کوئی شخص کفن دفن کا سامان طلب کرتا ہے تو دکاندار یہ عرق گلاب اور عرق کیوڑہ اور اگر بتی کا پیکٹ بھی ساتھ دیدیتا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی کفن دفن کا حصہ ہے، حالانکہ قبر

پر اگر بتی جلانا یا قبر کے اندر اگر بتی کی دھونی دینا اور قبر کے اندر عرق گلاب اور عرق کیوڑہ چھڑکنا یہ سب کام ناجائز اور گناہ ہیں، اور جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ اعمال ثابت نہیں ہیں، بلکہ ان سب کاموں سے ممانعت ثابت ہے۔ کیونکہ یہ کام بعد کی ایجادات ہیں، لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر دین کا حصّہ بنا دیا ہے۔ شریعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

قبر پر اگر بتی یا چراغ جلانا

پھر یہ عمل جس طرح دفن کے وقت ناجائز ہے، اسی طرح بعد میں بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ بہت سی قبروں پر آپ کو یہ نظر آئے گا کہ مرنے والے کو تو مرے ہوئے برسوں گزر چکے ہیں، لیکن مرنے والے کی قبر پر ہر جمعرات کو اگر بتی جل رہی ہے، اور بعض لوگوں کی قبروں پر چراغ جلتا نظر آئے گا۔ یا تو مرنے والا وصیت کر جاتا ہے کہ ہر جمعرات کو میری قبر پر چراغ جلا دینا، یا مرنے والے کے پسماندگان اپنی طرف سے یہ عمل کرتے ہیں کہ ہر جمعرات کو ایک آدمی وہاں جاتا ہے اور چراغ جلا کر آجاتا ہے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ اس روشنی کے ذریعہ کس کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے یہ سن رکھا ہے کہ قبر میں چونکہ اندھیرا ہوتا ہے، اس لئے قبر کے اوپر چراغ جلا دو، تاکہ اندر روشنی ہو جائے۔ ارے بھائی! ذرا یہ تو

سوچیں کہ اس چراغ کے ذریعہ روشنی قبر کے اوپر ہو رہی ہے یا قبر کے اندر ہو رہی ہے؟ جو چراغ قبر کے اوپر جل رہا ہے اس کی روشنی تو باہر دور تک نہیں پھیل رہی ہے تو قبر کے اندر اس کی روشنی کیسے چلی جائے گی؟

ناجائز کام پر ثواب نہیں ملتا

اور اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہے کہ قبر پر چراغ جلانے سے ثواب ملے گا اور ثواب روشنی ہے، اور قبر والے کی قبر میں وہ ثواب پہنچ کر روشنی کا باعث بن جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ عمل ہی ناجائز ہے، اور ناجائز کام کا ثواب نہیں ملتا، جائز اور نیک کام کا ثواب ملتا ہے، بلکہ ناجائز کام کا تو گناہ ہوتا ہے۔ اور قبر کے باہر چراغ جلانا ناجائز کام ہے اور جب ناجائز کام کا ثواب کرنے والے کو نہیں ملے گا تو میت کو وہ ثواب کیسے پہنچے گا؟ بہر حال، قبر پر چراغ جلانا خلاف سنت اور بے فائدہ عمل ہے، اس کو ترک کرنا چاہئے۔ پہلے زمانے میں قبر پر اصلی گھی کے چراغ جلائے جاتے تھے، مقصد یہ ہوتا تھا کہ چونکہ ہمارے والد صاحب زندگی میں اصلی گھی کا چراغ جلایا جائے۔ ارے بھائی! جتنے پیسے اصلی گھی پر یا تیل پر خرچ ہو رہے ہیں، اگر اتنے پیسے خیرات کر دیتے تو میت کی قبر میں چراغ جل جاتا، اسی طرح جتنے پیسے پھولوں کی چادر پر اور اگر بتیوں پر اور عرق

گلاب اور عرق کیوڑہ پر خرچ ہو رہے ہیں، وہ اللہ کی رضا کے لئے کسی غریب کو دیکر اس کا ثواب مرحوم کو پہنچادیتے تو اس کی قبر میں چراغ جل جاتا۔ اس لئے کہ ثواب نور اور روشنی ہے، اس کا فائدہ میت کو پہنچے گا۔ لیکن اگر آپ نے قبر پر چراغ جلادیا تو اس سے میت کو کیا فائدہ ہوا؟ وہ تھوڑی دیر جل کر ختم ہو جائے گا۔

قبر پر تلاوت کے لئے تنخواہ دار حافظ کا تقرر

اسی طرح ایک گناہ اور کیا جاتا ہے، وہ یہ کہ بہت سے لوگ مرحومین کی خیر خواہی کے لئے کسی حافظ صاحب کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ مقرر کرتے ہیں، پھر وہ حافظ صاحب روزانہ مرحوم کی قبر پر قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچا کر آجاتے ہیں۔ ہر قبرستان میں اکّا دکّا حافظ پڑھتا ہوا نظر آئے گا، اور ایسے شخص کی قبر پر نظر آئے گا جو خود بھی سیٹھ تھا اور اس کا بیٹا بھی سیٹھ ہے۔ عام طور پر وہ حافظ جی سورۃ یٰسین پڑھ کر ایصال ثواب کر کے چلا جاتا ہے، اور مہینہ ختم ہونے پر اس کے گھر جاکر تنخواہ وصول کرلیتا ہے۔ اب کرنے والا تو خیر خواہی کی بنیاد پر کرتا ہے، لیکن یاد رکھئے! ہر خیر خواہی معتبر نہیں ہے، بلکہ وہ خیر خواہی معتبر ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔ یاد رکھئے! کسی کو پیسے دیکر قرآن شریف پڑھوا کر اس کا ایصال ثواب کرانا جائز نہیں۔ جس طرح تراویح میں پیسے لیکر قرآن شریف پڑھنا

اور پڑھوانا جائز نہیں، اسی طرح پیسے دیکر ایصال ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھنا اور پڑھوانا جائز نہیں، کیونکہ جو شخص پیسے لئے بغیر خالص اللہ کی رضا کے لئے قرآن شریف پڑھے گا تو اس کو ثواب ملے گا، اور جب پڑھنے والے کو ثواب ملے گا، تبھی تو وہ ثواب آگے پہنچائے گا۔ اور جس حافظ صاحب نے قرآن کریم پڑھنے کے لئے پیسے لے لئے تو وہ دنیا کا کام ہو گیا، آخرت کا کام نہ رہا، تو پھر اس کو ثواب کہاں ملے گا، اور جب پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملے گا تو وہ ثواب آگے کیسے پہنچائے گا؟ اس لئے یہ طریقہ ناجائز ہے۔

قبر پر اذان دینا

بعض علاقوں میں ایک بدعت یہ رائج ہے کہ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے۔ یہ اذان دینا بھی خلاف سنت ہے اور غلط طریقہ ہے۔ اذان تو پانچ فرض نمازوں کیلئے مشروع ہے، پانچ نمازوں کے علاوہ بھی بعض مواقع ایسے ہیں کہ وہاں پر اذان دینے کی اجازت ہے، لیکن دفنانے کے بعد قبر پر اذان دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا اس سے بچنے کی اور پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ درخت کی تازہ شاخ اور ٹہنی توڑ کر قبر پر لگاتے ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ

نے دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ نے ایک درخت سے ایک ٹہنی توڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر کے ان قبروں پر لگا دیے، اور فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں ہری بھری رہیں گی، ہو سکتا ہے کہ ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو حضور اقدس ﷺ نے اپنی زندگی میں ایک مرتبہ یہ عمل کیا ہے، دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کو ان کے عذاب کا علم ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی کسی وقت ہری ٹہنی لگا دیں، لیکن گلاب کے پھول لگانا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ طریقہ خلاف سنت اور قابل ترک ہے۔

میت کو دوسرے شہر منتقل کرنا

ایک اور گناہ یہ ہوتا ہے کہ بعض علاقوں میں یہ دستور ہے کہ اگر کسی شخص کا اس کے آبائی وطن یا گاؤں سے باہر انتقال ہو گیا، مثلاً کوئی شخص پشاور کا رہنے والا تھا، اس کا کراچی میں انتقال ہو گیا، یا سعودی عرب میں یا امریکہ یا برطانیہ میں اس کا انتقال ہو گیا، تو اب اس کا تابوت وہاں سے اس کے گاؤں لایا جائے گا، اور گاؤں لا کر اس کو دفن کیا جائے گا۔ چاہے اس پر ان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ خرچ ہو جائے، چاہے میت گل سڑ جائے، چاہے وہ کسی حادثے میں زخمی ہو کر مرا ہو، یا جل کر مرا ہو، لیکن ہر حال میں اس کو اپنے گاؤں لا کر ہی دفن کیا جائے

گا۔ اگر غریب ہوگا تب بھی بھیک مانگ کر سودی قرض لیکر میت کو تابوت میں رکھ کر ہوائی جہاز کے ذریعہ اس کے آبائی گاؤں پہنچانا ضروری ہے۔یاد رکھئے! یہ عمل بالکل ناجائز ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔

صحابہ کرام کہاں دفن ہوئے؟

دیکھئے! صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی، اکثر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے، لیکن مدینہ طیبہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں، اور تقریباً چار پانچ ہزار صحابہ کرام مکہ مکرمہ کے قبرستان "جنت المعلیٰ" میں مدفون ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ باقی ایک لاکھ دس ہزار صحابہ کرام کہاں گئے؟ وہ سب دین کی اشاعت کے لئے دنیا کے دوسرے علاقوں میں تشریف لے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا اور وہیں پر ان کو دفن کردیا گیا۔ کسی صحابی کا تابوت ان علاقوں سے مدینہ منورہ نہیں لایا گیا، اور کسی کی لاش مکہ مکرمہ میں نہیں لائی گئی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر

خود جناب رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مکہ مکرمہ کے قریب مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے تھوڑے سے فاصلے پر ہو گیا۔ ''مسجد عائشہ'' جہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتے ہیں۔ یہ مسجد آج کل مکہ مکرمہ کے اندر ہی آگئی ہے۔ چنانچہ انکو وہیں پر دفن کر دیا گیا، اور آج بھی لب سڑک ان کا مزار موجود ہے۔ ان کو مکہ مکرمہ کے قبرستان ''جنت المعلّی'' میں نہیں لایا گیا، حالانکہ اس جگہ سے ''جنت المعلّی'' کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ یہ حضور اقدس ﷺ کی تعلیم پر عمل تھا۔ لہٰذا آج کل کا یہ رواج خلاف سنت اور قابل ترک ہے اور یہ رواج ناجائز ہے۔ بہر حال، جس مسلمان کا دنیا کے جس علاقے میں بھی انتقال ہو جائے، اس کو وہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینے کا حکم ہے۔ وہاں سے منتقل کر کے اس کے آبائی گاؤں لیجانا ناجائز ہے۔ یہ گناہ ہمارے بعض علاقوں مثلاً سرحد کے علاقوں میں بطور رواج کے رائج ہے، یہ رواج بالکل ناجائز ہے، اس کو ختم کرنا چاہئے۔

غزوہ احد کے شہداء کی قبر

دیکھئے! جبل اُحد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، اور اب تو مدینہ منورہ کے بالکل متصل آچکا ہے بلکہ بعض آبادیاں جبل اُحد کے ساتھ بنی ہوئی ہیں۔ غزوہ اُحد اسی پہاڑ کے دامن میں پیش آیا، غزوہ احد میں جو صحابہ کرام شہید ہوئے، ان کو مدینہ منورہ کے

انسان زندگی کے دوسرے کام بخوبی انجام نہیں دے سکے گا۔اس لئے یہ طریقہ چھوڑنا چاہئے اور اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے تمام احکام پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔اور بدعات اور منکرات سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین